فرزانہ کوثر

ایم۔فل اُردو، نیشنل کالج آف بزنس ایڈمنسٹریشن اینڈ اکنامکس، لاہور

ڈاکٹر گوہر نوشاہی

استاد شعبہ اردو انٹرنیشنل اسلامک یونیورسٹی اسلام آباد

مذہبی تراجم کی روایت و کردار: ایک جائزہ

Farzana Kausar

Scholar Mphil urdu National college of Business Administration & Economics,Lahore

Dr Gohar Noshahi

Department of urdu, International Islamic University Islamabad

An Overview of the Tradition and Character of Religious Translation

Translation is an important method to understand different languages and cultures. It brings universe a global village. Religious translations play a vital role in understanding different religions. Every Religion has its own principles and way of worshipping. In a country some people are in majority and some are in minority by religion. It is an important point that majority people do not take control on minority and brings minority under their control. So religious translations play a role in understanding the different theories and laws of different religions. In this way, religious translations can bring different religions closer to each other.

تراجم کے موضوعات پر اگر نظر ڈالی جائے تو اس کی فہرست میں مذہبی ترجمے بہت کم نظر آئیں گے۔شاید اس موضوع پر بہت ہی کم مترجمین نے قلم فرسائی کی۔اس کی بنیادی وجہ مذہبی متون کا الہامی ہونا ہے اور کثیر مترجمین کا خیال تھا کہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہونے کی بناپر اُن کو انسان اپنی زبان میں تبدیل نہیں کر سکتا۔دنیا کے بڑے

بڑے مذاہب کی کتب کو نہ صرف ثواب کی نیت سے پڑھا جاتا ہے بلکہ یہ کتب ماخذ قانون بھی ہوتی ہیں۔اس لیے مذہبی تراجم کو انفرادی حیثیت حاصل نہیں ہوتی۔انسان چونکہ فطرتی طور پر لالچی ہے اور ہر کام کو ہوس اور لالچ کی غرض سے سرانجام دینے کی کوشش کرتا ہے۔مذہبی تراجم کی طرف توجہ نہ دینا بھی شاید اسی وجہ سے نہ ہوا۔مثال کے طور پر قرآن مجید کے ایک حرف کو پڑھنے سے دس نیکیوں کے ثواب کا وعدہ کیا گیا ہے لہذا ترجمے کی وہ اہمیت اور ضرورت نہیں رہتی بلکہ ہر مسلمان اس کے اصل متن ہی کو پڑھنا پسند کرتا ہے۔تراجم کی روایت کا جائزہ لینے سے پہلے مذہب کے بارے میں جاننے کی کوشش کرتے ہیں۔مذہب کی ایک تعریف یوں کی گئی ہے:

"(ع)(جمع مذاہب)راستہ، مجازاً دین، دھرم، آئین"(۱)

مذہب کا لفظی مطلب راستہ یا طریقہ ہے۔ انگریزی لفظ Religion کا مادہ لاطینی لفظ religio یعنی امتناع، پابندی ہے۔ ویبسٹر کی انگریزی لغت میں Religion کی جو تعریف کی گئی ہے اس سے ملتا جلتا مفہوم مقتدرہ قومی زبان کی انگریزی اردو لغت میں بھی دیا گیا ہے، جو یوں ہے:

"فوق الفطرت قوت کو اطاعت، عزت اور عبادت کے لیے بااختیار تسلیم کرنے کا عمل؛اس قسم کی مختار قوت کو تسلیم کرنے والوں کا یہ احساس یا روحانی رویہ اور اس کا ان کی زندگی اور طرز زیست سے اظہار؛ متبرک رسوم و رواج یا اعمال کے سرانجام دیے جانے کا عمل؛خدائے واحد و مطلق یا ایک یا زیادہ دیوتاؤں پر ایمان لانے اور ان کی عبادت کا ایک مخصوص نظام"

بہ الفاظ دیگر کسی مخصوص علاقے کی مذہبی روایات میں وہاں کے لوگوں کا کائنات کو دیکھنے اور سمجھنے کا انداز کارفرما ہوتا ہے۔ مثلاً زراعتی معاشروں میں بارش کا دیوتا ہوتا ہے تو خانہ بدوش معاشروں میں شکار کا۔ یہ کہنا درست نہیں کہ مذہب اپنے سے متعلقہ علاقہ کے لوگوں کی روحانی ضروریات کو پورا کرتا ہے۔ بلکہ اس کے برعکس یہ کہنا چاہیے کہ کسی خطہ کے لوگ اپنے روحانی تقاضے پورے کرنے کے لیے جو امتناعات، پابندیاں، اُصول و قوانین، ضوابط وغیرہ عائد کرتے ہیں اُن کا مجموعہ مذہب کہلاتا ہے۔

مذہب کی تعریف اس کا واضح تعین اتنا آسان نہیں جتنا بادی النظر میں معلوم ہوتا ہے۔اس کی بڑی وجہ یہ ہے کہ مذہب کوئی یک جہتی مظہر نہیں ہے۔ مذہب کے نام کے ساتھ ہی پہلا تصور ہمارا مذاہب کی طرف جاتا ہے کیونکہ مذہب سے سابقہ ہم کو ایک تاریخی مظہر کی حیثیت سے ہوتا ہے۔ دنیا کے بڑے مذاہب انسانی تہذیب کا ایک جز ہیں اور ان عظیم مذاہب کے ساتھ ساتھ ایسی چھوٹی مذہبی جماعتیں ہیں جن کی اپنی خصوصیات ہیں اور جن کی مذہبی انفرادیت کو نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔اس لیے ایک مذہب کے محقق کا یہ کہنا کسی حد تک صحیح ہے کہ ہم

مذہب کو مذاہب ہی کے اندر ڈھونڈ سکتے ہیں۔ اسی کے ساتھ ہر مذہب کے اندر مختلف قسم کے رجحانات پائے جاتے ہیں۔ جن کا تعلق عقائد کے تعین و توضیح اور ان عقائد پر مبنی مذہبی اعمال و رسوم سے ہوتا ہے جب ہم کسی آدمی کو مذہبی کہتے ہیں تو اس سے ہماری مراد یہی ہوتی ہے کہ وہ ان احکام و اعمال پر سختی سے کاربند ہے۔ جو اس مذہب سے وابستہ ہیں جس میں اس نے نشو و نما پائی ہے اور جن کو اس نے شعوری یا غیر شعوری طور پر قبول کر لیا۔ اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک طرف تو مذہب کچھ متعین عقائد پر دلالت کرتا ہے جیسے وجود خدا پر ایقان، آخرت پر عقیدہ، جزا و سزا پر ایمان وغیرہ۔ دوسری طرف اس کا اظہار مقررہ عبادات کے مخصوص طریقوں پر بجالانے اور اخلاقی اوامر و نواہی کی تکمیل میں ہوتا ہے۔ لیکن اگر ہم مذہب پر زیادہ غائر نظر ڈالیں اور ہماری نگاہ صرف اس مذہب تک محدود نہ ہو جس میں ہم پیدا ہوئے ہیں تو ہم کو ان اختلافات کا بھی شدت سے احساس ہوتا ہے جو تاریخی مذاہب میں پائے جاتے ہیں۔ اور ان اشتراکات کا بھی جو ان اختلافات کے باوجود مختلف مذاہب میں موجود ہوتے ہیں تو پھر یہ سوال خود بخود پیدا ہوتا ہے کہ وہ کیا عنصر ہے جو تمام مذاہب میں مشترک ہے اور جس کی بنا پر ہم مذہب کے اس مظہر کو، جہاں شخصی ذاتِ مطلق کا تصور بنیادی حیثیت رکھتا ہے (جیسے یہودیت، مسیحیت، و اسلام) اور اس مظہر کو بھی جس کی اساس محض غیر شخصی حقیقت ہے اور جس کا صرف سلبی طور پر اظہار ممکن ہے (جیسے کہ بدھ مت)، مذہب کا نام دیتے ہیں۔

مذہبی ترجمے کی روایت کے حوالے سے مختلف آرائ سامنے آتی ہیں۔ ڈاکٹر عطش درانی اپنے مضمون اُردو میں ترجمہ کاری تربیت میں یوں لکھتے ہیں:

"ترجمے کی تاریخ عربوں سے شروع ہوتی ہے، جنہوں نے سائنس اور فلسفہ کے موضوع پر یونانی، سریانی اور ہندی کتابوں کو پہلی صدی ہجری میں ہی میں ترجمہ کرنا شروع کر دیا اور پھر اس روایت کو مسلمانوں نے ہی آگے بڑھایا اور عربی سے فارسی اور ترکی میں نیز قرآن مجید کا ترجمہ اور بعض اوقات اپنی ہی تصنیف کا ترجمہ انجام دیا تا آنکہ یہ روایت اُردو، بنگلہ، پنجابی، سندھی اور دیگر مشرقی زبانوں تک آن پہنچی۔ دوسری طرف عربی سے اہل یورپ نے لاطینی میں ترجمے شروع کیے۔ خاص طور پر قرون وسطی میں قرطبہ (سپین) ترجمے کا بہت بڑا تھا۔ یہ روایت لاطینی سے اطالوی، فرانسیسی پھر انگریزی، جرمن اور ولندیزی زبانوں میں تراجم تک بڑھی۔ چینی، جاپانی اور روسی نے بھی اس زمرے کو اپنایا۔" (۲)

ادیان و مذاہب کا مطالعہ بڑا دلچسپ موضوع ہے۔ اس سے ہمیں بڑی عبرتیں حاصل ہوتی ہیں۔ اس وقت دنیا میں بے شمار آسمانی و غیر آسمانی مذاہب پائے جاتے ہیں، جن کی اپنی اپنی تہذیب و ثقافت اور زندگی گزارنے کی لئے

تعلیمات ہیں۔ لیکن اسلامی تعلیمات ان تمام مذاہب کی تعلیمات سے زیادہ معتدل، روشن اور عدل وانصاف کے تقاضوں پر پورا اترنے والی ہیں۔ بنیادی طور پر مذاہب کی دو قسمیں ہیں۔ 1۔ سامی مذاہب، 2۔ غیر سامی مذاہب۔ سامی مذاہب میں یہودیت، عیسائیت اور اسلام داخل ہیں، جبکہ غیر سامی مذاہب میں ہندومت، بدھ مت، جین مت، زرتشت، کنفیوشس اور سکھ شامل ہیں۔

ڈاکٹر عطش درانی ترجمے کی بنیاد اہل عرب کو قرار دیتے ہیں، جنہوں نے عام ترجمے کے ساتھ ساتھ مذہبی تراجم کے فروغ میں بھی اہم کردار ادا کیا۔ ترجمے کی یہ لہر عربوں سے یورپ کی طرف گئی۔ مذہبی تراجم کے حوالے سے مظفر علی سید فن ترجمہ کے اُصولی مباحث میں یوں رقمطراز ہیں:

''دراصل یورپ میں مذہبی ترجمے کی روایت بہت پہلے سے موجود تھی۔ سیفیہ (Septuagwt) کا یونانی ترجمہ ولادت مسیح سے پہلے ہو چکا تھا اور دوسری صدی عیسوی تک نیا عہد نامہ یعنی اناجیل واعمال ومکاتیب کا یونانی متن بھی جس کے متعدد اجزا سریانی سے ترجمہ ہوئے ہوں گے، تیار ہو چکا تھا۔ لیکن چوتھی صدی عیسوی میں مکمل بائبل کا مقابلتہ آسان لاطینی میں جو ترجمہ ہوا (جیسے Vulgate یا عام پسند کہا جاتا ہے) فن ترجمہ کی تاریخ میں خصوصی اہمیت کا حامل ہے۔ ایک تو اس وجہ سے کہ یہ ترجمہ اس وقت کی مقبول عام زبان میں، روزمرہ استعمال کے لیے کیا گیا اور دوسرے اس کے ممتاز مترجم سینٹ جیروم کو مذہبی تاریخ میں پہلی بار ولایت کے مرتبے پر فائز کیا گیا، یہ الگ بات کہ بعد کے مترجمین میں سے لوتھر کو کلیسا سے خارج کیا گیا اور انگلستان کے ولیم یندیل کو شہید ترجمہ کا رتبہ نصیب ہوا۔'' (۳)

انجیل مقدس کے ترجمے میں مذہبی اور علمی غایت کے علاوہ سیاسی مقاصد بھی کار فرما رہے تھے۔ انگریز جب استعماری عزائم لے کر ایشیائی و افریقہ کو نکلے تو مشنری پادری ان کے اہم کارندوں کے طور پر اُن کے ہمراہ تھے۔ انجیل مقدس کے ذریعے مقامی باشندوں کو عیسائی بنا کر اُن کی روحوں کو بچانے کا مقدس عمل مذہبی جنون کے علاوہ سیاسی حربہ بھی تھا۔ انجیل مقدس کے ترجمے کی اہمیت کی سب سے بڑی دلیل یہ ہے کہ نیا صحیفہ ترجمے کے تنوع کے سبب وجود میں آیا۔ انجیل کو مختلف زبانوں میں ترجمہ کیا جاتا رہا۔ ظ۔ انصاری انجیل کے تراجم کے حوالے سے یوں بیان کرتے ہیں:

''بائیبل (انجیل) کے کئی مستند انگریزی ترجمے ہوئے ہیں اور یہ ترجمے لاطینی، یونانی، عبرانی اور انگریزی کے بڑے بڑے ماہرین نے مل کر کیے ہیں۔ ان کی خصوصیت یہ ہے کہ آسان انگریزی استعمال کرنے کے باوجود ان

میں خاص خیال اس بات کا رکھا گیا ہے کہ کلام ربانی کی شان باقی رہے اور آج تک برابر اسی کی پابندی ہو رہی ہے۔ "(۴)

مذہبی تراجم کے ساتھ ساتھ ادبی تراجم کی روایت بھی ملتی ہے۔ بلکہ بعض محققین ادبی تراجم کا نقطہ آغاز مذہبی تراجم کو قرار دیتے ہیں۔ اس حوالے سے شان الحق حقی اپنے مضمون ادبی تراجم کے مسائل میں یوں رقمطراز ہیں:

"ادبی تراجم کا سلسلہ مذہبی تراجم سے شروع ہوا۔ مذہبی صحائف عالمی ادب کا ایک اہم حصہ ہیں اور ہر زبان کے اعلیٰ ادب میں شمار ہوئے ہیں۔ اکثر انھیں ناقابل ترجمہ بھی خیال کیا جاتا رہا ہے۔ بعض اوقات ان کے ترجمے کی کوشش کو ایک طرح کی بے حرمتی بھی کہا گیا۔ انگلستان میں بائبل کے انگریزی ترجمے کی سختی سے مخالفت ہوئی۔ چنانچہ اولین انگریزی ترجمے چوری چھپے انگلستان سے باہر چھاپے گئے اور ان کی درآمد پر پابندی رہی۔ ہمیں خود بھی قرآن شریف کے ترجموں کی طرف بے رغبتی رہی ہے اور ناظرہ پڑھنے ہی کو کافی سمجھتے رہے ہیں۔" (۵)

مذہبی متون میں بنیادی الہامی یا مقدس کتب کے علاوہ متون بھی شامل ہیں۔ اس کی واضح مثال اسلام میں قرآن کے ساتھ ساتھ حدیث کا بھی بطور مستند ذریعہ علم تصور کیا جاتا ہے۔ جتنی احتیاط قرآن کے متن کو ترجمہ کرتے ہوئے کی جائے گی کم و بیش وہی احتیاط ترجمہ احادیث میں روا رکھی جائے گی۔ چونکہ دیگر مذاہب کی کتب میں محض متن کو وہ اہمیت نہیں دی گئی جو اسلام میں قرآن سے وابستہ ہے۔ لہٰذا مذہبی ترجمے میں تبلیغ اور تفسیر پر زیادہ توجہ دی گئی ہے۔

مذہبی لٹریچر کا اپنا ایک اہم مقام و مرتبہ ہوتا ہے اور جب یہ تراجم کی صورت میں دنیا کے سامنے پیش کیا جاتا ہے تو اس سے نہ صرف اہل علم بلکہ عام قاری بھی مستفید ہوتے ہیں۔ ایک اہم مفکر کی رائے اس حوالے سے کافی اہم ہے:

"مذہبی لٹریچر کا ایک اپنا ایک مقام ہے۔ یہ آسمانوں کی مخصوص ضروریات کو پورا کرتا ہے جو نہ صرف جذباتی ہیں بلکہ عملی پہلو بھی رکھتی ہیں۔" (۶)

مترجم یا قاری مذہبی متن کی عمودی تفہیم کرتا ہے یا اُفقی؟ دراصل یہ مرغولے دار تفہیم ہوتی ہے کیونکہ متن کو سمجھنے کے لیے ہم اپنے نقطۂ نظر، اپنی دنیا، اپنے تعصبات اور ثقافتی سیاق و سباق کی مدد لیتے ہیں مگر ہم ان تمام عوامل کی بنیاد پر بننے والے معانی کی مدد سے متن کو نہیں سمجھتے نہ ہی متن میں اپنے معانی ڈھونڈتے ہیں۔ دراصل متن کے معانی کو ہم اپنی دنیا کے مطابق سمجھتے ہیں۔ یوں یہ ایک مرغولے کی شکل کا عمل ہوتا ہے۔

مذہبی تراجم کی طرف بہت کم مترجمین نے توجہ دی ہے۔اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ خیال کرتے رہے کہ یہ ایک مذہبی فریضہ ہے اور ایسے میں کہیں مذہبی تقدس پامال نہ ہو جائے۔کلام الٰہی ہونے کی وجہ سے، نیز پیغمبرِ خدا پر وحی کی صورت نازل ہونے کی بدولت متن کو جو تقدس حاصل ہوتا ہے نیز فصاحت اور بلاغت کی جس طرح پر کلام الٰہی ہو سکتا ہے اس کے پیشِ نظر کسی انسان کے علم اور ذہن میں یہ صلاحیت نہیں سمجھی جاتی کہ وہ اس کو کاملیت کے ساتھ ترجمہ کر سکتا ہے۔تاہم اس ترجمے کی افادیت اپنی جگہ ہے وجہ ہے کہ کوئی مذہب ایسا نہیں جس کی کتب ترجمہ کی گئی ہوں۔

ان دلائل سے یہ بات سامنے آتی ہے کہ مذہبی تراجم کا کردار کسی بھی معاشرے میں بہت اہم ہے۔ہر انسان کا تعلق کسی نہ کسی مذہب سے ضرور ہوتا ہے اور بعض اوقات ایسا بھی ہوتا ہے کہ لوگوں کی مادری یا قومی زبان کوئی اور ہوتی ہے اور مذہبی لٹریچر کسی اور زبان میں ہوتا ہے۔ایسے میں ترجمے کی افادیت دوچند ہو جاتی ہے کیونکہ ترجمے کے بغیر مذہبی ادب کو صحیح طور پر سمجھا نہیں جا سکتا۔ہمارے ملکِ پاکستان میں مذہبی تراجم پر زیادہ توجہ دینے کی ضرورت ہے تاکہ ان تراجم کی بدولت مذہبی لٹریچر جو کہ عربی میں ہے اُس کا اُردو میں ترجمہ کر کے آسانی سے تفہیم ہو سکے۔

حوالہ جات

۱۔ محمد امین بھٹی، محمد ثقلین بھٹی، اظہر اللغات، اظہر پبلشرز، لاہور، س ن، ص ۶۸۰

۲۔ صوبیہ سلیم، ڈاکٹر، محمد صفدر رشید، مرتبہ، فن ترجمہ کاری (مباحث)، ادارہ فروغ قومی زبان، پاکستان، اسلام آباد، ص ۲۰۷، ۲۰۶

۳۔ اعجاز راہی، مرتب، اُردو زبان میں ترجمے کے مسائل، المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور، مارچ ۱۹۸۷، ص ۳۲

۴۔ صوبیہ سلیم، ڈاکٹر، محمد صفدر رشید، مرتبہ، فن ترجمہ کاری (مباحث)، ادارہ فروغ قومی زبان، پاکستان، اسلام آباد، ص ۴۴

۵۔ اعجاز راہی، مرتب، اُردو زبان میں ترجمے کے مسائل، المعارف، گنج بخش روڈ، لاہور، مارچ ۱۹۸۷، ص ۲۱۲۔۲۱۳

۶۔ ایضاً، ص ۲۱۳